AL-MARSOOS
ISSN(P): 2959-2038 / ISSN(E): 2959-2046
https://www.al-marsoos.com

قدرتی وسائل کے استعمال وتحفظ میں سیرتِ نبوی ﷺ اور مصنوعی ذہانت کا کردار: ایک تجزیاتی مطالعہ

The Role of Seerah of the Prophet (PBUH) and Artificial Intelligence in the Utilization and Conservation of Natural Resources: An Analytical Study

ABSTRACT

The reckless exploitation of natural resources by humankind has placed the survival of all living beings on Earth at risk. This excessive interference with nature disrupts the delicate balance established by Allah Almighty, leading to severe environmental consequences such as climate change, depletion of resources, and ecological imbalance. Islam, as a comprehensive way of life, provides holistic guidance on the sustainable use and conservation of natural resources. The Seerah of the Prophet Muhammad (PBUH) offers profound insights into environmental ethics, advocating for responsible consumption, conservation, and respect for nature. In the modern era, artificial intelligence (AI) has emerged as a transformative tool that can aid in sustainable resource management. AI technologies offer innovative solutions for monitoring environmental changes, optimizing resource utilization, and predicting ecological trends. This research aims to explore the role of the Seerah of the Prophet (PBUH) and AI in addressing contemporary environmental challenges. By analyzing Islamic principles on conservation and integrating AI-driven strategies, this study presents a framework for the responsible and ethical utilization of natural resources. The findings emphasize the significance of combining traditional Islamic wisdom with modern technological advancements to achieve sustainability and environmental stewardship.

Keywords: *Seerah of the Prophet (PBUH), Artificial Intelligence, Natural Resource Conservation, Islamic Environmental Ethics, Sustainable Development.*

AUTHORS

Aijaz Ali Sodhar*
PhD Scholar, Department of Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro:
aijazsodhar58@gmail.com

Dr. Hafiz Sibghatullah Bhutto**
Assistant Professor,Department of Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro:
bhutto.drsibghatullah@gmail.com

Hafiz Amjad Ali Halo***
PhD Scholar, Department of Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro:
amjadalihalo103@gmail.com

Date of Submission: 15-01-2025
Acceptance: 25-01-2025
Publishing: 07-02-2025

Web: https://www.al-marsoos.com/
OJS: https://www.al-marsoos.com/index.php/AMRJ/about
e-mail: editor@al-marsoos.com

****Correspondence Author:***
Aijaz Ali Sodhar* *PhD Scholar, Department of Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro.*

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دھرتی پر امتحان دینے کے لیے بھیجا ہے۔ اس دھرتی پر ہر ایک انسان کو متعین وقت کے لیے بھیجا گیا ہے۔ اس کے بعد اس دھرتی پر گزاری ہوئی زندگی کے مطابق اس کے لیے کامیابی یا ناکامی کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اس کائنات کا اکیلا مالک و خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ انسان کو اس دھرتی کے گولے پر ٹھہرا کر اس کی زندگی کی ساری ضروریات کو بھی مہیا کر دیا گیا۔ انسان کو اس دھرتی پر بھیجنے سے پہلے ہی اس کی ضروریات زندگی کو پیدا کر دیا تاکہ ان وسائل کو استعمال کر کے اپنی حیات کو باقی رکھ سکے۔

اس کائنات میں دھرتی خود ایک اہم قدرتی وسیلہ ہے۔ اس دھرتی کی اوپری سطح پر انسان اور جانوروں کے ساتھ دوسری ذی روح اشیاء بھی موجود ہیں۔ زمین کے اوپر بھی قدرتی وسائل موجود ہیں تو اس کے پیٹ میں بھی بہت سارے معدنیات کو رکھ دیا گیا ہے۔ زمین کی اوپری سطح پر ذی روح اشیاء کے لیے خوراک، ہوا، پانی اور روشنی کے ساتھ دوسری اہم ضروری چیزیں موجود ہیں، جو ان کی حیات اور بقا کے لیے لازم ہیں۔ اس دھرتی پر موجود قدرتی اشیاء کا آپس میں ایک تعلق ہوتا ہے۔ یہ وسائل ایک دوسرے پر منحصر ہوتے ہیں۔ یہ قدرتی وسائل اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس دھرتی پر موجود ذی روح اشیاء کے لیے قدرتی ذخائر ہیں۔ یہ سب اسی دھرتی کے معاشرتی اور معاشی ماحول کا حصہ ہیں۔ یہ قدرتی وسائل معاشرے کی معاشی ترقی، اقتصادی ترقی، استحکام اور خوشحالی کے اہم ذریعے ہیں۔ زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے بنیادی ضروریات خوراک، پانی، ہوا اور حرارت کا ایک ذریعہ ہزاروں سالوں سے انسانوں کے لیے دستیاب ہیں۔[1] یہ قدرتی وسائل اس دھرتی پر حیات کو برقرار رکھنے کے لیے بنیادی ضرورت ہیں جو وافر مقدار میں ہزاروں سالوں سے موجود ہیں۔ یہ حیات کی بنیادی ضروریات کے ساتھ حیات کو فائدہ دینے اور آسانی فراہم کرنے کے لیے پہلے سے ہی دستیاب کیے گئے ہیں۔ ان قدرتی وسائل میں معدنیات، حیوانات اور نباتات بڑی اہمیت کے حامل قدرتی وسائل ہیں جن کے لیے (Raw Material) کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ ڈاکٹر قبلہ ایاز اپنی ایک تحریر میں لکھتے ہیں کہ:

"قدرتی وسائل کی اصطلاح میں نہ صرف لکڑی، گیس، تیل، کوئلہ، معدنیات، جھیلیں اور زیر آب زمینیں شامل ہیں، بلکہ ایسی خصوصیات بھی شامل ہیں جو انسانی ضرورت کی فراہمی اور کسی کمیونٹی کی صحت، بہبود اور فائدے میں حصہ ڈالتی ہیں اور ان کی فلاح و بہبود کے لیے ضروری ہیں۔"[2]

ایک ہندوستانی جغرافیہ دان ایم ایس راؤ اس کے بارے میں یوں لکھتے ہیں:

"Refers to a substance intended for processing, fabrication or manufacture; it may be natural (animal, vegetable, mineral) or a product of some other activity (e.g. Coal tar, Wood Pulp)."

اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتے ہیں:

"هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۚ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ "[3]

ترجمہ: "وہی ہے جس نے زمین میں جو کچھ ہے تمہارے لیے پیدا کیا، پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا، چنانچہ ان کو سات آسمانوں کی شکل میں ٹھیک ٹھیک بنا دیا اور وہ ہر چیز کا پورا علم رکھنے والا ہے۔"

---

1 -The New Encyclopedia Britannica, V.3, P-553, Chicago, Hazen Watson & Viney Limited 1998,.

2 -Kibla Ayaz, Dr, Dr. Mehraj-ul-Islam Zia, Dr. Muhammad Mumtaz Malik, Bahadur Nawab, Translator: Dr. Munir Ahmed, Conservation and Islam, P-16, world wide fund for nature Pakistan, Islamabad 2003.

3 - القرآن 2: 29۔

Ālqrān 2: 29-

اس آیت میں مالک کائنات فرماتے ہیں کہ اس دنیا میں موجود ساری چیزوں کو انسانوں کے واسطے ہی بنایا ہے۔ اس کے ضمن میں ڈاکٹر قبلہ ایاز یوں رقمطراز ہیں:

"زمین کے یہ وسائل جانداروں کے لیے کارآمد ہیں لیکن یہ بھی ہے کہ مردہ جسم زمین کے اندر حل ہو جاتے ہیں، مختصر یہ کہ زمین پر موجود تمام چیزیں بنی نوع انسان کی خدمت کے لیے بنائی گئی ہیں۔"[4]

اللہ تعالیٰ نے انسان ذات پر یہ ایک بہت بڑا احسان فرمایا ہے کہ اس نے انسان ہی کے فائدے کی خاطر اس دھرتی پر لاتعداد قدرتی وسائل کو پیدا کیا ہے، جن میں کئی رنگ و نسل کے نباتات، حیوانات، معدنیات اور جمادات شامل ہیں۔ ان کے اندر مختلف اقسام کے فوائد اور خصوصیات کو رکھا ہے۔ یعنی ان قدرتی وسائل میں جاندار اور بے جان اشیاء شامل ہیں۔ اس دھرتی پر موجود ہر ایک چھوٹے سے چھوٹے جراثیم سے لے کر بڑے سے بڑے جانور تک، بیج سے لے کر بڑے درخت تک، بیل سے لے کر پودے تک، ایک چھوٹے سے کنکر سے لے کر بڑے سے بڑے پہاڑ تک، پانی کے ایک قطرے سے لے کر سمندر اور ساگر تک، روشنی کی ایک کرن سے لے کر پورے نظام شمسی تک اور گلیکسیز سے لے کر کائنات تک یہ سب کے سب انسان کے فائدے اور خدمت کے لیے ہی بنائے گئے ہیں۔ انسانوں کو ان سے فائدا اٹھانے کا علم بھی دیا گیا ہے۔ انسان کو نفع و نقصان کا علم عطا کر کے انسان ہی کے لیے سہولت کر دی گئی ہے۔ ایسی قومیں جن کے پاس قدرتی وسائل زیادہ ہوتے ہیں وہ ان کو استعمال کر کے ترقی کرتی ہیں اور اپنے سماج کو مستحکم بنانے کی دوڑ میں دوسری قوموں سے بہت آگے نکل جاتی ہیں۔ ایسے معاشروں میں عوام کی حالت بہتر ہو جاتی ہے اور وہ معاشرے دنیا کے دوسرے معاشروں کے مقابلے میں اپنا ایک مقام بنا لیتے ہیں اور دوسروں کے لیے مثالی بن جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس دھرتی پر ہر ایک چیز کو کسی نہ کسی مقصد کے تحت ہی بنایا ہے۔ قدرت کے اس کارخانے میں کوئی بھی چیز بیکار اور بے مقصد نہیں ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

"وَ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ "[5]

ترجمہ: "اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان جو کچھ ہے اس کو کسی برحق مقصد کے بغیر پیدا نہیں کیا اور قیامت کی گھڑی آکر رہے گی۔ لہذا (اے پیغمبر! ان کافروں کے طرز عمل پر) خوبصورتی کے ساتھ درگذر سے کام لو۔"

یعنی ہر ایک چیز کو کسی مقصد کے تحت بالکل ٹھیک اندازے سے بنایا گیا ہے۔ ایک ایٹم سے لے کر گلیکسی تک ہر ایک چیز کو پیدا کرنے میں اس خالق کائنات کی کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوتی ہے۔ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امام طبری لکھتے ہیں کہ:

"يقول تعالىٰ ذكره: و ما خلقنا الخلائق كلها، سماءها، وارضها و ما فيهما و ما بينهما، يعنى بقوله (و ما بينهما) مما فى اطباق ذالک (الا بالحق) يقول الا بالعدل و الانصاف۔"[6]

امام طبری کی اس تشریح سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس کائنات کے اندر زمین اور آسمان میں موجود ہر ایک مخلوق کو چاہے اس کا تعلق کسی بھی قسم یا درجے سے ہو مگر یہ سب چیزیں اپنی ذمہ داری کو عدل و انصاف کے ساتھ پورا کرتی ہیں۔ ان ساری مخلوقات میں انسان مرکزی حیثیت کا حامل ہے۔ کائنات کے اندر موجود ساری مخلوقات کو انسان کے ماتحت اور زیر تسلط کر دیا گیا ہے۔ اس بارے میں ہارون یحیٰ رقم طراز ہیں:

---

[4] -Kibla Ayaz, Dr, Conservation and Islam, P-19.

[5]۔ القرآن 15: 85۔

Ālqrān 15: 85-

[6]۔ الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان فی تأویل القرآن، 128/7، بیروت، مؤسسة الرسالة 2000م۔

"وہ سارے عناصر جن کا وجود انسان کی زندگی کے اندر کچھ عمل کرتے ہیں، یہ نہ تو ضرورت سے زیادہ ہیں اور نہ ہی بے مقصد ہیں۔ یہ صورت حال اس بات کا پختہ ثبوت ہے کہ کائنات کو اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی خاطر ہی بنایا ہے۔"[7]

" زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ "[8]

ترجمہ: "لوگوں کے لیے ان چیزوں کی محبت خوشنما بنادی گئی ہے جو ان کی نفسانی خواہش کے مطابق ہوتی ہے، یعنی عورتیں، بچے، سونے چاندی کے لگے ہوئے ڈھیر، نشان لگائے ہوئے گھوڑے، چوپائے اور کھیتیاں۔ یہ سب دنیوی زندگی کا سامان ہے (لیکن) ابدی انجام کا حسن تو صرف اللہ کے پاس ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتا دیا ہے کہ معدنی وسائل جیسے سونا، چاندی، تیل، لوہا اور دوسری اشیاء، حیواناتی وسائل جیسے مویشی اور گھوڑے وغیرہ اور نباتاتی وسائل جیسے درخت، جڑی بوٹیاں اور زرعی کھیت، فصل وغیرہ یہ انسان کے فائدے کے لئے بنانے کے ساتھ اس کی زیب وزینت کے لیے بھی کار آمد ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان اشیاء کو انسان کی جمالیات کی تسکین کے لیے بھی بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہر چیز میں اور اس کے ہر ایک حکم میں کوئی راز، کوئی حکمت اور کوئی مصلحت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی بنائی ہوئی کائنات اور اس میں موجود تخلیقات کے اسرار و رموز میں غور وفکر کرنے اور اس کی تحقیق کرنے اور تعلیم حاصل کرنے کی تاکید انسان کو یوں کی ہے:

" اَوَ لَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّ اَنْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ ۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ "[9]

ترجمہ: "اور کیا ان لوگوں نے آسمانوں اور زمین کی سلطنت پر اور اللہ نے جو جو چیزیں پیدا کی ہیں ان پر غور نہیں کیا اور یہ (نہیں سوچا) کہ شاید ان کا مقررہ وقت قریب ہی آپہنچا ہو؟ اب اس کے بعد آخر وہ کونسی بات ہے جس پر یہ ایمان لائیں گے؟"

قرآن مجید کئی مقامات پر قدرتی وسائل کا ذکر کرکے انسانوں کو ان ذرائع پر گہرائی سے غور وفکر کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ اسلام سائنسی تجربات پر مبنی نہیں ہے اور نہ ہی سائنس کا محتاج ہے۔ کئی مرتبہ سائنس اسلام کی تعلیمات کی تصدیق کرتی ہے۔ عالمی شہرت یافتہ کئی سائنسدان اسلامی احکامات کی صداقت کا اعتراف بھی کرچکے ہیں اور کرتے ہیں۔ سائنس اسلام کے منافی نہیں ہے، البتہ کسی انسان کا نظریہ یعنی Theory احکامات کے خلاف ہوسکتی ہے۔ کیونکہ یہ کسی ایک انسان کی عقل پر مبنی بات ہوتی ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی شخص کی طرف سے پیش کردہ نظریہ اس وقت کے لوگوں کے اندر مشہور ہوا اور لوگ اس کو صحیح مانتے رہے۔ پھر کچھ وقت بعد کوئی اور شخص آکر پہلے شخص کے پیش کردہ نظریے کو جھٹلا کر اپنا ایک نیا نظریہ پیش کرتا ہے اور وہ لوگوں میں مقبول ہوجاتا ہے اور اس لیے نئے نظریے کو ہی صحیح سمجھا جاتا ہے۔ پھر کچھ وقت بعد پھر کوئی شخص آکر اپنا ایک نیا نظریہ پیش کرتا ہے۔ اسی طرح انسانی عقل پر مشتمل نظریات بدلتے رہتے ہیں۔ بطلیموس نے یہ نظریہ پیش کیا کہ آسمان میں نظر آنے والے سورج، چاند اور ستارے آسمان کے ساتھ اس طرح ملے ہوئے ہیں، جیسے کسی دیوار کے اندر کیل گڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ جس آسمان میں نظر آنے والا سورج پیوست ہے وہ آسمان زمین کے گرد ایک سال میں اپنا چکر پورا کرتا ہے اور زمین غیر متحرک ہے۔ وہ ایک جگہ پر ساکن ہے۔ اس کے بعد والے سائنسدانوں نے اس نظریے کو رد کرکے اس کے برعکس نظریہ پیش کیا کہ سورج غیر

---

[7] -Yahya, Harun, (Adnan Oktar), The Creation of the Universe, P-168, Global Yaniclick 2011..

[8] ۔ القرآن 3: 14۔

Ālqrān 3: 14-

[9] ۔ القرآن 7: 185۔

Ālqrān7: 185-

متحرک ہے، وہ کوئی حرکت نہیں کرتا مگر زمین اس کے گرد چکر لگاتی ہے۔ آج کی جدید تحقیق ان سابقہ نظریوں کا رد کرتی ہے۔ جدید تحقیق کے حساب سے یہ زمین، سورج اور ستارے سب کے سب آسمان کے اندر پیوست نہیں ہیں بلکہ آسمان کے نیچے موجود کھلی فضا یا خلا میں معلق ہیں۔ یہ سارے کے سارے متحرک ہیں۔ زمین اپنے محور کے اندر سورج کے گرد مغرب سے مشرق کی طرف حرکت کرتی ہوئی گھومتی ہے۔ یعنی سورج اپنے باقی سیاروں کے ساتھ زمین کا چکر نہیں لگا رہا۔ یہ آج کی جدید تحقیق اور نظریہ علم ہیئت کے مشہور و معروف مسلمان سائنسدان ابو اسحاق ابراہیم زرقالی قرطبی نے پیش کیا تھا، جس کی وفات 1087ء میں ہوئی تھی۔ اس بات کی تصدیق ہیئت جدیدہ کے موسس کوپرنیکس پولینڈی نے اپنی کتابوں میں واضح طور پر کر دی ہے۔[10] اللہ تعالیٰ دن اور رات کی تبدیلی کے بارے میں یوں فرماتے ہیں:

" اِنَّ فِی اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّہَارِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَّقُوۡنَ " [11]

ترجمہ: "حقیقت یہ ہے کہ رات دن کے آگے پیچھے آنے میں اور اللہ نے آسمانوں اور زمین میں جو کچھ پیدا کیا ہے، اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جن کے دل میں خدا کا خوف ہے۔"

قدرتی وسائل کے اندر اللہ تعالیٰ نے اتنی فہم اور ادراک پیدا کر دیا ہے کہ جس کی وجہ سے وہ اپنے بنانے والے کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ چاہے وہ وسائل جاندار ہوں، چاہے وہ بے جان ہوں مگر ہم اپنے ظاہری حواس سے اس کا ادراک نہیں کر سکتے۔ خالق کائنات اس کے بارے میں یوں فرماتے ہیں:

" اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُسَبِّحُ لَہٗ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ الطَّیۡرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ کُلٌّ قَدۡ عَلِمَ صَلَاتَہٗ وَ تَسۡبِیۡحَہٗ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِمَا یَفۡعَلُوۡنَ " [12]

ترجمہ: "کیا تم نے دیکھا نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں جو بھی، ہیں اللہ ہی کی تسبیح کرتے ہیں اور وہ پرندے بھی جو پر پھیلائے ہوئے اڑتے ہیں۔ ہر ایک کو اپنی نماز اور اپنی تسبیح کا طریقہ معلوم ہے اور اللہ ان کے سارے کاموں سے پوری طرح باخبر ہے۔"

کائنات میں موجود، اس دھرتی کے سینے پر اور زمین کے اندر موجود ساری اشیاء کو اپنے مالک کی حمد و ثنا کرنے اور تسبیح کرنے کا ادراک ہے۔ علامہ ابن جوزی اس بارے میں یوں لکھتے ہیں:

" قوله عزّوجل: سبح لله ما فی السماوات و الارض اما تسبیح ما یعقل، فعلوم و تسبیح ما لایعقل، قد ذکرنا معناه فی قوله عزّوجل: و ان من شیء الا یسبح بحمده۔" [13]

مطلب کہ کائنات کے اندر موجود ساری چیزیں اور قدرتی وسائل ادراک اور فہم رکھتے ہیں۔ اتنا ضرور ہے کہ انسانی عقل و فہم اس چیز کا ادراک نہیں کر سکتا۔ اب ہم قدرتی وسائل میں سے کچھ اہم کا ذکر کرتے ہیں۔

---

[10] -Online; www.banuri.edu.pk

سورج زمین کے گرد گھومتا ہے یا زمین سورج کے گرد گھومتی ہے۔ فتویٰ نمبر: 144012200918۔

[11]۔ القرآن 10: 6۔

Ālqrān 10: 6-

[12]۔ القرآن 24: 41۔

Ālqrān 24: 41-

[13]۔ ابن جوزی، عبدالرحمٰن، زاد المسیر فی علم التفسیر، 232/4، بیروت، دارالکتاب عربی 1422ھ۔

Ābn ǧwzy, ʿbdālrḥmn, zād ālmsyr fy ʿlm āltfsyr,232/4, byrwt, dārālktāb ʿrby1422 h-

ہوا اور آب وہوا:

اس دھرتی کی سطح پر موجود مختلف قسموں کی گیسیں اور ہوا جیوت کے لیے اہم ترین قدرتی وسائل میں سے ایک وسیلہ ہے۔ دھرتی پر موجود ذی روح اشیاء کے لیے اس کے بغیر زندہ رہنا یا سانس لینا ایک ناممکن عمل ہے۔ اس کے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ زمین کی اوپری سطح پر زندگی کے لیے ہوا کا ہونا لازمی ہے۔ ہوا کے اندر مختلف گیسیں موجود ہیں جو زندگی کے لیے معاون ہوتی ہیں اور چیزوں کو باقی رکھنے اور جوڑے رکھنے میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ اس دھرتی کی سطح پر مختلف بناوتوں کے وجود کے لیے بھی لازمی ہیں۔ اس ہوا کی وجہ سے ذی روح اشیاء زندہ بھی رہتی ہیں اور چل پھر سکتی ہیں۔ ہوا زمین کی سطح کے اوپر ایک تہہ Layer میں موجود ہے۔ جیسے جیسے اس تہہ سے اوپر جائیں گے تو ہوا کا دباؤ کم ہونے لگتا ہے۔ زمین کی سطح سے جب زیادہ اوپر جایا جاتا ہے تو انسان کو آکسیجن کی کمی محسوس ہونے لگتی ہے، اس لیے اس دھرتی کی سطح سے بہت زیادہ اوپر جانے کی صورت میں جیسے کسی اونچی پہاڑی چوٹی پر جاتے وقت آکسیجن کو ساتھ لے کر جایا جاتا ہے تاکہ حسب ضرورت اس کا استعمال کیا جاسکے۔ اس طرح چاند پر بھی ہوا موجود نہیں ہے۔ اس لیے وہاں پر بھی زندگی کو باقی رہنے کے لیے ہوا کی ضرورت پڑتی ہے۔ سورج کی کرنیں گرم ہوتی ہیں اگر زیادہ دیر تک اور مسلسل اور زیادہ مقدار میں کسی زندہ چیز پر پڑتی رہیں تو وہ چیز مر جائے گی۔ دھرتی کی سطح پر وافر مقدار میں موجود مختلف گیسوں اور ہوا کی وجہ سے کمزور ہو کر پہنچتی ہیں اور نقصان کی بجائے فائدہ مند بن جاتی ہیں۔[14] تناسب اور سلسلہ نائٹروجن، ہوا میں آکسیجن اور کاربان ڈائی آکسائیڈ، دنیا کے موسموں کا 3/4 کا پھیلاؤ، سورج سے زمین کا فاصلہ، زمین کے مرکز کا موڑنا، زمین کی روزانہ کی بنیاد پر اور سالانہ کے حساب ڈے گردشیں اور ان کا دورانیہ اور ایسی دوسری حالتوں نے ماحول کو انسانی زندگی کے لیے مناسب اور متوازن بنا رکھا ہے۔[15]

اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ یہ قدرتی وسیلہ انسانی حیات کے ساتھ دوسری جیوت کے لیے زندہ رہنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ ہوا کے اندر نائٹروجن گیس 78 فیصد اور آکسیجن 21 فیصد موجود ہے۔ اس کے ساتھ اس کے اندر پانی کی کے بخارات، کاربان ڈائی آکسائیڈ گیس اور آگون بھی پائے جاتے ہیں۔[16]

ہوا کی تعریف یا معنی لغت میں یوں بیان ہوا ہے:

"ایسی فضا جو زمین و آسمان کے درمیان موجود ہے، اس کو ہوا کہا جاتا ہے۔"[17]

یہ قدرتی وسیلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر ذی روح کے لیے نعمت عظمیٰ ہے، جس کے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ خالق کائنات نے اپنی اس نعمت کو بہت عام جام اور مفت اور ہر وقت مہیا کر دیا ہے تاکہ ہر چیز اس نعمتوں کو اس کے حسب ضرورت بلا روک ٹوک اور بلا قیمت کے استعمال کر سکے۔[18] اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں یوں فرماتے ہیں:

---

[14] ۔ محمد موسی، فلکیات جدیدہ، ص 88، لاہور، ادارہ تصنیف و ادب 1392 ھ۔

Mḥmd mwsy ,flkyāt ğdydh, ṣ 88, lāhwr, ādārh tṣnyf w ādb 1392 h-

[15] -Kibla Ayaz, Dr, Conservation and Islam, P-34.

[16] -M.S. Rao, Dictionary of Geography, P-25, New Delhi, Anmol Publication Pvt.Ltd 1998 .

[17] ۔ نورالدین، مولانا، نوراللغات، جلد دوم، طبع سوم، ص 2053، اسلام آباد، نیشنل بک فائونڈیشن 2006ء

Nwrāldyn, mwlānā, nwrāllġāt, ğld dwm, ṭbʿ swm, ṣ 2053, āslām ābād, nyšnl bk fāywnḍyšn 2006ʾ

[18] ۔ فارابی، فضل کریم، اسلامی اصول صحت، ص 15، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ 1962ء۔

Fārāby, fḍlkrym, āslāmy āṣwl ṣḥt, ṣ 15, lāhwr, ādārh tqāft āslāmyh1962 ʾ-

" اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّہَارِ وَ الۡفُلۡکِ الَّتِیۡ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِمَا یَنۡفَعُ النَّاسَ وَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡیَا بِہِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا وَ بَثَّ فِیۡہَا مِنۡ کُلِّ دَآبَّۃٍ ۪ وَّ تَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ وَ السَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ " [19]

ترجمہ: "بیشک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں، رات دن کے لگاتار آنے جانے میں، ان کشتیوں میں جو لوگوں کے فائدے کا سامان لیکر سمندر میں تیرتی ہیں، اس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے اتارا اور اس کے ذریعے زمین کو اس کے مردہ ہوجانے کے بعد زندگی بخشی اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دی ئے اور ہواؤں کی گردش میں اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان تابع دار بن کر کام میں لگے ہوئے ہیں، ان لوگوں کے لی ئے نشانیاں ہی نشانیاں ہیں جو اپنی عقل سے کام لیتے ہیں۔"

ہوا اور اس میں موجود گیسیں دھرتی پر موجود جیوت کو زندگی بخشتی ہیں۔ آکسیجن سانس کے ذریعے جسم کے اندر داخل ہو کر جسم کے سارے حصوں تک پہنچ جاتی ہے۔ آکسیجن غذا کو تحلیل کرتی ہے اور توانائی کو پیدا کرتی ہے۔ آکسیجن جب جسم کے اندر یہ عمل کرتی ہے تو نتیجے میں کاربان ڈائی آکسائیڈ پیدا ہوتی ہے، جو انسانوں اور جانوروں کے لیے ایک زہریلی گیس شمار کی جاتی ہے۔ خون کاربان ڈائی آکسائیڈ کو جسم کے سارے حصوں سے جمع کر کے پھیپھڑوں میں جمع کرتا ہے، پھر پھیپھڑوں سے سانس کے ذریعے سے ہی جسم سے باہر نکل جاتی ہے۔[20] قدرتی وسائل میں سے یہ ایک ایسا وسیلہ بھی ہے جو جیوت کو زندگی بخشنے کے ساتھ سردی، گرمی، دھوپ، بادلوں کو چلانے اور بارش برسانے کا سبب بنتا ہے۔ اس کے بغیر یہ بھی ناممکن ہے۔ اب سردی کا ذی روح اشیاء کی زندگی میں اہمیت، گرمی کی اہمیت، اس دھرتی کے ہر ایک گوشے اور کونے پر بادلوں کو پہنچانے اور کرہ ارض پر بارش کی اہمیت کو سامنے رکھ کر ہوا اور گیسوں کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس سے قدرتی نعمت کو صاف و شفاف رکھا ہے، مگر انسان کی لاپرواہی اور لالچ کی وجہ سے ماحول کو آلودہ بنا رہا ہے۔ مختلف فیکٹریوں سے نکلنے والے زہریلے دھوئیں، گاڑیوں کے ایندھن جلنے کے نتیجے میں خارج ہونے والے دھوئیں میں شامل آلودہ عناصر ہوا کو گندہ بنا رہے ہیں۔ جس کے نتیجے میں یہ قدرتی وسیلہ جیوت کے لیے مضر بنتا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ انسانوں نے ایسے ایسے گھاتک ہتھیار بنا ڈالے ہیں جو ایسی زہریلی گیسوں کو خارج کرتے ہیں جو زندگی کو موت میں بدلنے والی ہیں اور ایسے ایسے ہتھیار بھی بنا ڈالے ہیں جو کہ کسی علاقے سے کچھ وقت کے لیے آکسیجن کو بالکل ختم کر دیں گیں۔[21]

ہوا کی وجہ سے مختلف پھلوں والے درخت، پودے، فصل اور سبزیاں وغیرہ میں بار آوری کا کام بھی ہوتا ہے۔ نر مادہ کو ملانے والی ہوا ہی ہوتی ہے۔ ہوا جب شاخوں کو ہلاتی ہے تو پولن مادہ پھول تک پہنچ پاتا ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی حفاظت کرنا ہم انسانوں پر لازم ہے تاکہ جیوت کو اس سے فائدہ ملتا رہے۔ اسلام اس نعمت کی حفاظت کرنے کا حکم دیتا ہے اور اس کو نقصان پہنچا کر جیوت کو خطرے میں ڈالنے سے سختی سے منع کرتا ہے۔

---

[19]۔ القرآن 2: 164۔

Ālqrān 2: 164-

[20]۔ قاسم ولی اللہ مجید، اسلام اور ماحولیات کا تحفظ، سہ ماہی تحقیقات اسلامی، جولائی ستمبر 2018، ص 41،40 ۔

Qāsm wly āllh mğyd,āslām āwr māḥwlyātkā tḥfẓ, sh māhy tḥqyqāt āslāmy, ğwlāyy stmbr 2018, ṣ 40, 41-

[21]۔ خالد سیف اللہ رحمانی، آبی مسائل اور ان سے متعلق شرعی احکام، ص 7، نئی دہلی، ایفا پبلیکیشنز 2012ء ۔

Ḫāld syf āllh rḥmāny, āby msāyl āwr ān sy mtʿlq šrʿy āḥkām, ṣ 7, nyy dhly, āyfā pblykyšnz 2012ʾ -

مٹی:

مٹی بھی قدرتی وسائل میں سے ایک اہم وسیلہ ہے۔ دھرتی پر موجودہ اکثر چیزوں کی اصل مٹی ہے۔ یونان کے مشہور فلاسفر ارسطو کے کہنے کے مطابق ہر چیز کے بنیادی چار عناصر ہوتے ہیں، جن سے وہ بنی ہوئی ہے۔ جس میں مٹی، آگ، ہوا اور پانی شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مٹی کو ایسا زرخیز بنایا ہے جس میں سے انسان اور جانوروں کی اہم ترین ضرورت یعنی خوراک کو پورا کرنے کے لیے گھاس، اناج اور میوے پیدا ہوتے ہیں، جن کی وجہ سے ہی انسانوں اور جانوروں کی زندگی باقی رہتی ہے۔ یعنی ہر چیز مٹی سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ خود حضرت انسان جس کو اشرف المخلوقات کا درجہ دیا گیا ہے اس کی اصل بھی مٹی ہی بتائی گئی ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

" الَّذِیۡۤ اَحۡسَنَ کُلَّ شَیۡءٍ خَلَقَهٗ وَ بَدَاَ خَلۡقَ الۡاِنۡسَانِ مِنۡ طِیۡنٍ " [22]

ترجمہ: "اس نے جو چیز بھی پیدا کی، اسے خوب بنایا اور انسان کی تخلیق کی ابتدا گارے سے کی۔"

حضرت انسان کی بناوت کو دیکھا جائے تو اس کی اصل میں قدرتی وسائل میں سے تین وسائل جن میں سے ہوا، پانی اور مٹی شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مٹی کے اندر یہ صلاحیت رکھی ہے کہ اس کے اندر پانی ذخیرہ ہوتا ہے اور بیج کو پیدا کرتی ہے، پھر اس مٹی سے پیدا ہونے والا درخت، گھاس، پودا وغیرہ آکسیجن کو پیدا کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے زمین کی کشش ثقل برقرار رہتی ہے۔ جس کی بنا پر انسان چرند اور پرند اس دھرتی پر رہنے کے قابل بنتے ہیں اور اپنے رہنے کے لیے عمارتیں بنا سکتے ہیں۔ زمین کی کشش ثقل زندگی کے لیے کتنی اہم ہوتی ہے اور اس کی بنا زندگی کتنی مشکل ہو سکتی ہے اس کی وضاحت کرنے سے مضمون کافی لمبا ہو جائے گا، اس لیے اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ مٹی زمین کی کشش ثقل کو برقرار رکھنے میں معاون ہے۔ مٹی بہت ساری چیزوں کو اپنے اندر جذب کر کے صاف شفاف بنا کر محفوظ کر لیتی ہے۔ پانی کو بھی اپنے اندر محفوظ کر لیتی ہے۔ [23]

نباتات:

نباتات قدرتی وسائل میں سے ایک اہم وسیلہ ہے۔ نباتات کا انسانی حیات میں بھی اہم کردار ہے۔ جیسے اناج جو انسان کی خوراک کا اہم ترین ذریعہ ہے۔ پھل بھی نباتات سے ہی حاصل ہوتا ہے، جو انسان کی خوراک کے ساتھ بہت اہم وٹامنز اور دھاتی ضروریات کو بھی پورا کر رہے ہیں۔ انسان جن جانوروں کا گوشت کھاتا ہے یا دودھ پیتا ہے اور اپنے کام میں لاتا ہے۔ ان جانوروں کی خوراک بھی نباتات سے حاصل کی جاتی ہے۔ نباتات انسان، جانوروں، پرندوں اور کیڑوں کی خوراک اور حیات کا اہم ذریعہ ہے۔ سبزیوں کا حصول بھی نباتات سے ہی ہوتا ہے۔ بہت سے پودے ایسے ہوتے ہیں جن سے مختلف قسم کی ادویات بنائی جاتی ہیں۔ پودوں کے فائبر سے ہمارے لیے لباس بنائے جاتے ہیں۔ درخت اور پودے پرندوں کے لیے مسکن کا کام دیتے ہیں۔ نباتات ہمارے ماحول کے ایکو سسٹم کا ایک لازم لازمی حصہ ہیں۔ نباتات ماحول کو آلودہ ہونے سے بچانے میں معاون ہوتے ہیں۔ فضا میں موجود ہوا کو صاف کر کے حیات کے لیے فائدہ مند بناتے ہیں۔ درخت انسانی حیات کے اہم ذریعہ آکسیجن کو پیدا کرنے کا ذخیرہ ہیں۔ ماحول کو خوشگوار بناتے اور گلوبل وارمنگ میں کمی کرتے ہیں۔ درختوں کی لکڑیوں کو انسان اپنے کئی فوائد کے لیے استعمال کرتا ہے۔ جیسے فرنیچر بناتا ہے، گھریلو سامان اور سجاوٹ کا سامان کرتا ہے اور ان سے ایندھن بھی حاصل کرتا ہے۔ نباتات انسانی اور دوسری جیوت کی صحت میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نباتات کی اہمیت کو واضح کرنے کے لیے ارشاد فرمایا:

[22]۔ القرآن 32: 7۔

Ālqrān 32: 7-

[23] -Abu Bakr, Ahmed Bakadar, Islamic Principles for the Conservation of the Natural Environment, (Islam and the Environment: Edited by A.R Agwan), P-79.

" عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ۔" [24]

ترجمہ:"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیتی میں بیج بوئے، پھر اس میں سے پرندیا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔"

آج کے دور میں درخت اگانے کی بجائے انسان ان کو بے دریغ کاٹتا جارہا ہے۔ جنگلات کے جنگلات اجاڑ رہا ہے، جو بہت ساری زندگیوں کا محافظ اور ضامن ہوتا ہے۔ اس بے دردی سے کئے جانے والے افعال کی وجہ سے ماحولیاتی آلودگی میں اضافہ ہو رہا ہے، موسمیات کی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں اور گلوبل وارمنگ میں اضافہ ہو رہا ہے۔ مطلب کہ انسان درختوں کو بے جا کاٹ کر خود اپنی اور دوسروں کی زندگی کو مشکل میں ڈال رہا ہے۔ اسلام اس عمل سے سختی سے منع کرتا ہے۔

وَ جَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ وَّ فَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ[25]

ترجمہ:اور ہم نے اس زمین میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کیے، اور ایسا انتظام کیا کہ اس میں سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلے۔

اللہ تعالیٰ نے کھجور، انگور، انار، انجیر اور اس طرح کے پھلوں اور باغات اور چشموں کو نعمت کے طور پر بیان کرکے ان کی اہمیت کو واضح کر دیا۔

"فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّ نَخْلٌ وَّ رُمَّانٌ ﴿۶۸﴾" [26]

ترجمہ:"انہی میں میوے اور کھجوریں اور انار ہوں گے۔"

مختلف سبزیوں اور پھلوں میں اللہ تعالیٰ نے الگ الگ تاثیر رکھی ہے۔ ہر ایک سبزی اور پھل علاج، غذا اور نعمت ہے۔ مثال کے طور پر زیتون کو پیش کرتے ہیں۔ زیتون غذا سے بھرپور ایک پھل ہے۔ اس کا تیل پانی کے اندر حل نہیں ہوتا۔ زیتون کا تیل بالوں کو گرنے سے روکتا ہے، اس سے مالش کرنے سے پٹھے مضبوط بنتے ہیں، مرگی، فالج، گردے کی سوجن اور پتھری کی صورت میں اس کا استعمال فائدہ مند ہوتا ہے، اس کو پینے سے مادے اور آنتوں کا سرطان ٹھیک ہوتا ہے اور سانس کی بیماریوں جیسے نمونیا، دمہ اور زکام وغیرہ کے لیے بھی اس کا استعمال مفید ہوتا ہے۔[27]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کو بونا صدقہ جاریہ بتایا ہے یعنی جب تک اس لگائے ہوئے درخت سے نفع اٹھایا جاتا رہے گا تب تک اس لگانے والے شخص کے کھاتے میں اس کا اجر برابر لکھا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ۔"[28]

---

[24]۔ بخاری، امام، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، جلد 3، کھیتی باڑی اور بٹائی کا بیان، باب: کھیت بونے اور درخت لگانے کی فضیلت جس سے لوگ کھائیں، حدیث نمبر 2320۔

Bẖāry, āmām, mḥmd bn āsmāʿyl, ṣḥyḥ bẖāry, ğld 3,khyty bāṛy āwr btāyykā byān, bāb:khyt bwny āwr drẖt lgānyky fḍylt ğs sy lwgkhāyyn ,ḥdyṯ nmbr 2320-

[25]۔ القرآن 36: 34۔

Ālqrān 36: 34-

[26]۔ القرآن 55: 68۔

Ālqrān 55: 68-

[27]۔ ڈاکٹر عائشہ درانی، زیتون کی ڈالی، ص 35، لاہور، خزینہ علم و ادب۔

ḍāktr ʿāyšh drāny, zytwnky ḍāly, ṣ 35, lāhwr, ẖzynh ʿlm w ādb-

[28]۔ بخاری، امام، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، جلد 3، کتاب: کھیتی باڑی اور بٹائی کا بیان، باب: کھیت بونے اور درخت لگانے کی فضیلت جس سے لوگ کھائیں، حدیث نمبر 2320۔

Bẖāry, āmām, mḥmd bn āsmāʿyl, ṣḥyḥ bẖāry, ğld 3,ktāb:khyty bāṛy āwr btāyykā byān, bāb:khyt bwny āwr drẖt lgānyky fḍylt ğs sy lwgkhāyyn ,ḥdyṯ nmbr 2320-

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیتی میں بیج بوئے، پھر اس میں سے پرندیا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

جانور:

جانور قدرتی وسائل میں سے ایک اہم وسیلہ ہے۔ جانور انسانی اور دوسرے جانوروں کی معیشت اور حیات کے لیے کار آمد ذریعہ ہیں۔ جانوروں سے انسان بہت سارے فوائد حاصل کرتا ہے۔ جیسے ان کا گوشت کھایا جاتا ہے، ان کی کھالوں سے کئی مصنوعات بنا کر زندگی کو حسین اور آسان بنایا جارہا ہے، کئی جانوروں کی کھالوں سے ملبوسات بنا کر جسم کو گرمی اور سردی سے محفوظ کیا جاتا ہے، کئی جانوروں کے دانت اور سینگوں کو انسانی حسن میں نکھار پیدا کرنے کے لیے زیور بنائے جاتے ہیں، کئی جانوروں کا دودھ غذا کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور اس سے کئی دوسری مصنوعات تیار کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ کئی جانوروں کو پرانے دور سے لے کر وزن اٹھانے اور زراعت کے مقاصد حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا رہا ہے۔[29] ماضی میں جانوروں کی کھالوں سے جنگی سامان، جنگی و عام حالات کے لیے ملبوسات بنائے جاتے تھے اور کچھ جانوروں کی کھالوں سے مشکیزے بنائے جاتے تھے۔

پانی:

حیات کے لیے ایک اہم ترین قدرتی وسیلہ ہے پانی غذا کی ضرورت کو بھی پورا کرتا ہے۔ اس دھرتی پر موجود حیات کا اکثر ترین حصہ پانی کے بنا ناممکن ہے۔ پانی انسانوں کے ساتھ جانوروں اور نباتات جیسے قدرتی وسائل کی حیات اور بقا کا اساسی اور اہم ترین ذریعہ ہے۔ پانی حیات کے لیے کتنا اہم ہے! اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دھرتی پر 71 فیصد پانی اور 29 فیصد خشکی کو رکھا ہے۔ پانی کا اکثر حصہ سمندر کی صورت میں محفوظ کر دیا۔ تاکہ وقت کے اثرات اس کو مضر نہ بنادیں۔ تقریباً 12 ہزار مخلوقات پانی میں رہتی ہیں۔ پانی کی ساری مخلوقات کا ابھی تک انسانوں کو ادراک بھی نہیں ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سمندر میں پانی کو جمع کر کے ٹھیک اندازے کے ساتھ خشکی کی مطلوبہ جگہوں پر مقررہ وقت پر بارش کی صورت میں پہنچاتا رہتا ہے۔ ضرورت سے زائد پانی کو واپس زمین میں جذب کر کے اور باقی کو واپس سمندر میں پہنچا کر جمع کر لیتا ہے۔ پانی قدرت کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ پانی کو ضائع کرنے سے اسلام سختی سے منع کرتا ہے۔ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کو ضائع کرنے والے کے لیے سخت وعیدیں سنائی گئی ہیں۔

" كُلُّ شَيْءٍ خُلِقَ مِنْ مَاءٍ۔ "[30]

ترجمہ: "ہر چیز کو پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔"

مذکورہ حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہر ایک چیز کی اساس پانی ہے اور ہر چیز کو پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔ سائنس اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ ہر ایک جاندار کی ترکیب کا اصل مادہ پروٹوپلازم ہے اور پروٹوپلازم پانی سے ہی بنا ہوا ہوتا ہے۔ پانی کی اہمیت اور اس کا صحیح اور مناسب استعمال کرنے کے لیے ہر ایک علاقے اور ملک کے لوگ مختلف پالیسیاں جوڑتے ہیں اور اس کے متعلق قوانین بناتے ہیں۔ پانی کی اہمیت انسان ذات میں ایک مسلم حقیقت کی حامل ہے۔ دنیا میں ہر سال 22 مارچ کو پانی کی پالیسیوں، اس کی حفاظت کے اقدامات اور بہتر سے بہتر قانون بنانے کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے پانی کا گلوبل ڈے منا کر عوام میں جاگرتا پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

---

[29]۔ نیشنل ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ فاؤنڈیشن، اسلام اور ماحول، ص 29، پشاور، مارچ 2003ء ۔
Nyšnl rysrč āynḍ ḍywlpmnt fāwnḍyšn, āslām āwr māḥwl, ṣ 29, pšāwr, mārč2003 ʾ -

[30]۔ الحاکم، ابو عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، جلد 5، کتاب: نیکی اور بھلائی کے کام، حدیث نمبر 7278۔
Ālḥākm, ābw ʿbdāllh, ālmstdrk ʿly ālṣḥyḥyn, ğld 5,ktāb: nyky āwr bhlāyykykām, ḥdyṯ nmbr 7278-

اسلام ماحولیاتی آلودگی اور پانی کی آلودگی نہ کرنے اور اس کا تدارک کرنے کے لیے منصوبہ بندی کرنے کی ترکیب دیتا ہے۔ پانی کو پاک اور صاف رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ صاف پانی کو استعمال کرکے نظافت حاصل کرنے کا حکم بھی کرتا ہے۔ جیسے جنابت یا ناپاکی ہو جانے کے بعد غسل کرکے پاکی حاصل کرنے کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ نماز اور اور قرآن مجید کو ہاتھ میں رکھ کر تلاوت کرنے کے لیے یا قرآن مجید کو چھونے کے لیے وضو کرنے کو لازم قرار دیا ہے۔

" لَّا يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُطَهَّرُونَ ﴿٧٩﴾"[31]

ترجمہ:"اس کو وہی لوگ چھوتے ہیں جو خوب پاک ہیں۔"

ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنے کی ترغیب اور جمعہ کے دن کے غسل کی ترغیب اور تاکید بھی کی ہے۔ یعنی مسلمان کو صاف ستھرا رہنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ جب مسلمان کسی مجلس سے اجتماع میں جائے تو اس کی وجہ سے کسی دوسرے کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔[32] اسی طرح اسلام پانی کے برتن ہوں چاہے کھانے پینے کی اشیا رکھنے کے برتن ہوں، ان کو ڈھانپ کر رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ ایسا کرنے سے وہ ڈھانپی ہوئی اشیاء چوہے، چھپکلی، کاکروچ، سانپ یا دوسرے جانوروں اور جراثیموں سے محفوظ رہتے ہیں۔[33] اسی طرح انسان جب رات کو سوتا ہے تو جان بوجھ کر یا بے خبری میں اپنے جسم یا اپنے زوج کے جسم کے مختلف اعضاء کو چھوتا ہے۔ اس لیے اسلام نے نیند سے جاگنے کے بعد سیدھا پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے منع کیا ہے، تاکہ ہاتھ پر اگر کوئی نجاست وغیرہ لگی ہوئی ہو تو وہ پانی میں مل کر خود انسان کے لیے نقصاندہ نہ بنے۔ اسلام پانی کو صاف رکھنے کا حکم دیتا ہے۔

" عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ، فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ»۔" [34]

ترجمہ:"عبداللہ بن شقیق نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو تو اس وقت تک اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے جب تک اسے تین دفعہ دھو نہ لے کیونکہ اسے معلوم نہیں ہے کہ رات کے وقت اس کا ہاتھ کہاں (کہاں) رہا۔"

---

[31]۔ القرآن 56: 79

Ālqrān 56: 79-

[32]۔ سعید الرحمٰن، ڈاکٹر، عہد حاضر میں تہذیب و شائستگی کے تصورات اور اسوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1، ص 87، سیرت اسٹڈیز 2016ء ۔

S῾yd ālrḥmn, ḍāktr , ῾hd ḥāḍr myn thḏyb w šāystgyky tṣwrāt āwr āswh nby ṣly āllh ῾lyh wslm, ğ 1, ṣ 87, syrt āstḍyz 2016᾿ -

[33]۔ طاہر القادری، ڈاکٹر، اسلام اور جدید سائنس، ص 582، لاہور، منہاج القرآن پبلیکیشنز ۲۰۰۱ء ۔

Ṭāhr ālqādry, ḍāktr, āslām āwr ğdyd sāyns, ṣ 582, lāhwr, mnhāğ ālqrān pblykyšnz 2001᾿ -

[34]۔ مسلم، ابو الحسین بن الحجاج بن مسلم بن ورد قشیری نیشاپوری، صحیح مسلم، جلد 1، کتاب: پاکی کا بیان، باب: وضو کرنے والے یا کسی بھی انسان کے لئے مکروہ ہے کہ جس کے ہاتھ پلید ہونے کا شبہ ہو اسے تین دفعہ دھوئے بغیر برتن میں ڈالے، حدیث نمبر 643۔

Mslm, ābw ālḥsyn bn ālḥğāğ bn mslm bn wrd qšyry nyšāpwry, ṣḥyḥ mslm, ğld 1,ktāb, , ḥdyṯ nmbr 643-

یعنی پانی میں پیشاب کرنے کو منع کیا ہے تاکہ پیشاب میں موجود بیماری کے جراثیم پانی میں پھیل کر دوسرے جسموں میں گھس کر ان کی بیماریوں کی وجہ نہ بنیں۔[35] دنیا کے بہت سارے ممالک ایسے ہوتے ہیں وہ اپنی فیکٹریوں، کارخانوں اور کیمیکل بنانے والی کمپنیوں کا کچرہ اور زہریلا پانی ندی نالوں کے ذریعے دریاؤں یا سمندر میں پھینکتے ہیں۔ جس کی وجہ سے آبی آلودگی پیدا ہوتی ہے اور مختلف قسم کی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔[36]

آبی وسیلے کی حفاظت:

ہر ملک اور علاقے کے لوگوں کو پانی ذخیرہ کرنا چاہیے۔ خاص کر ایسے علاقے جن میں زراعت ہوتی ہے یا باغات ہوتے ہیں یا سبزیاں اور ہریالی اگتی ہے ان علاقوں میں ان اس قدرتی وسیلے کو بڑھانے اور باقی رکھنے اور مستحکم بنانے کے لیے پانی کو خاص طور پر جمع کیا جانا چاہیے، تاکہ حسب ضرورت اور بوقت ضرورت پانی کو استعمال میں لایا جاسکے۔ جس طرح آبشاروں کا پانی ہے، برف کا پانی ہے اور بارش کا پانی ہے، ان کو مختلف مقامات پر ڈیموں کی صورت میں، تالابوں کی صورت میں اور جھیلوں کی صورت میں محفوظ کر کے مستقبل کے لیے بچانے کے منصوبے بنائے جانے چاہیے۔

قدرتی وسائل کا منصفانہ اور معتدل استعمال:

" وَ اَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسۡکَنّٰہُ فِی الۡاَرۡضِ ٭ۖ وَ اِنَّا عَلٰی ذَہَابٍۭ بِہٖ لَقٰدِرُوۡنَ "[37]

ترجمہ: "اور ہم نے آسمان سے ٹھیک اندازے کے مطابق پانی اتارا، پھر اسے زمین میں ٹھہرادیا اور یقین رکھو، ہم اسے غائب کر دینے پر بھی قادر ہیں۔"

حد سے تجاوز کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے اور حد سے تجاوز کرنے سے روکتا ہے۔

" وَّ کُلُوۡا وَ اشۡرَبُوۡا وَ لَا تُسۡرِفُوۡا ۚ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الۡمُسۡرِفِیۡنَ " [38]

ترجمہ: "اور کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی مت کرو۔ یاد رکھو کہ اللہ فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔"

قدرتی وسائل جملہ انسان ذات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سونپی ہوئی امانت ہے۔ ان قدرتی وسائل کا بے جا استعمال اور ضائع کرنا خیانت کرنے کے مترادف ہے۔ اسلام امانت کی حفاظت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَخُوۡنُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ وَ تَخُوۡنُوۡۤا اَمٰنٰتِکُمۡ وَ اَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ " [39]

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے بے وفائی نہ کرنا، اور نہ جانتے بوجھتے اپنی امانتوں میں خیانت کے مرتکب ہونا۔"

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے علامہ الثعالبی یوں فرماتے ہیں:

" وقوله سبحانه وتعالىٰ: یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَخُوۡنُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ۔ هذا خطاب لجميع المؤمنين الى يوم القيامة، وهو يجمع انواع الخيانات كلها قليلها و كثيرها۔" [40]

---

[35]۔ محمد شان، ابو الحسن، ڈاکٹر، قرآنی تعلیمات اور ماحولیات، ماہنامہ ضیائے حرم، ص 28، اسلام آباد، جنوری 2017ء۔
Mḥmd šān, ābw ālḥsn, ḏāktr, qrāny tʿlymāt āwr māḥwlyāt, māhnāmh ḍyāyy ḥrm, ṣ 28, āslām ābād, ğnwry2017 ,

[36] -Bernstein, Winkler, Ziead F Warshah, Environmental Science, Ecology and Human Impact, P-33, U.S.A Adison, Wesley Publishing Company 1996.

[37]۔ القرآن 23: 18۔

Ālqrān 23: 18-

[38]۔ القرآن 7: 31۔

Ālqrān 7: 31-

[39]۔ القرآن 8: 27۔

Ālqrān 8: 27-

[40]۔ الثعالبی، عبدالرحمن، ابو زید، الجواهر الحسان فی تفسیر القرآن، جلد 3، ص 126، بیروت، دار احیاء التراث العربی 1418ھ۔

معدنیات:

اللہ تعالیٰ نے جس طرح زمین کی پوری سطح پر قدرتی وسائل کا ذخیرہ جمع کر کے حیات کی بقا اور استحکام کا بندوبست فرمایا ہے، اسی طرح زمین کے اندر مختلف قسم کی معدنیات کے ذخائر کو بھی محفوظ کر دیا ہے۔ ان معدنیات سے انسان کی اور جانوروں کی معاشی اور دوسری ضرورت کو پورا کیا جاتا ہے۔ معدنیات میں لوہا، تانبہ، سونا، نمک، کوئلہ، مختلف قسم کی آبی توانائی یعنی مائع مصنوعات (پیٹرولیم) اور قدرتی گیس اور دوسری اشیاء شامل ہیں۔ اب ان معدنی وسائل میں سے ہر ایک وسیلے کی اہمیت اور اس سے حاصل ہونے والے فوائد سے ہر کوئی اچھی طرح واقف ہے۔ یہ ایسے وسائل ہیں جن کو نئے سرے سے پیدا کیا یا اگایا نہیں جا سکتا۔ لہٰذا ان کو استعمال کرنے کے لیے بھی انتہائی سمجھداری اور اعتدال سے کام لیا جانا چاہیے۔ انسان اگر ان معدنی وسائل کو یوں ہی غیر سمجھداری اور بے دردی سے بے دریغ استعمال کر کے ضائع کرے گا تو یہ وسائل ختم ہو جائیں گے اور پھر سے ان کو دوبارا حاصل نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی ان کو پھر سے پیدا کیا جا سکتا ہے۔

معدنیات کا تحفظ:

معدنیات ایک ایسا قدرتی وسیلہ ہے جو نا قابل تجدید ہے۔ اس قدرتی وسیلے کی حفاظت کے لیے مائع مصنوعات جیسے پیٹرول، ڈیزل، مٹی کا تیل وغیرہ اور قدرتی گیس کے استعمال کو محدود کیا جائے اور اس کا متبادل کوئی قابل تجدید ذریعہ بنایا جائے۔ انسان کے ذمہ ہے کہ وہ اس قدرتی وسیلے کی حفاظت کرے، کیونکہ انسان ہی اس دھرتی پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مقرر ہے۔ ایسے وسائل کی منصوبہ بندی کرنا اور انتظام کرنا ہے کو قدرتی ہوں یا انسان کے بنائے ہوئے ہوں تاکہ ان کے معیار، قدر اور تنوع کو برقرار رکھنے اور بڑھانے کے ساتھ ساتھ ان کے دانشمندانہ استعمال اور فراہمی کے تسلسل کو محفوظ بنایا جا سکے۔[41] اسلام نے معدنی وسائل کا عقلمندی کے ساتھ استعمال کرنا اور اس کی حفاظت کرنا انسان کے ذمہ لگانے کا ایک خاص اصول بیان کیا ہے۔ یہ انسان کے فرائض میں سے ایک اہم فریضہ ہے۔ جو انسان اس وسیلے کو ضایع کر رہے ہیں وہ اپنے فرض میں کوتاہی کے مرتکب بن رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی فرمانبرداری اور عبادت کرنے کے لیے پیدا کیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

" وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ "[42]

ترجمہ: "اور میں نے جنات اور انسانوں کو اس کے سوا کسی اور کام کے لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔"

قدرتی وسائل کی حفاظت اور ان کی ذمہ داری:

چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دھرتی پر حاکم کی حیثیت سے ٹھہرایا ہے۔ باقی مخلوقات کو اس کے تابع کر کے اس کی خدمت میں لگا دیا۔ انسان کو عظمت اور شرافت سے نوازا ہے۔ اس دھرتی پر انسان کو اپنا نائب اور خلیفہ بنا کر بھیجا ہے۔ تو ان قدرتی وسائل کی حفاظت کی ذمہ داری بھی حضرت انسان پر ہی عائد ہوتی ہے۔ یہ قدرتی وسائل حیات کو بقا دیتے ہیں اور حیات کے حسن میں اضافہ بھی کرتے ہیں۔ حیات کو استحکام عطا کرتے ہیں تو حیات کے لیے آسانی و اسائش کے کام بھی آتے ہیں۔ انسان لاپرواہی میں یا جان بوجھ کر ان قدرتی وسائل کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ جس کے نتیجے میں دھرتی پر موجود حیات کو خطرے میں ڈال رہا ہے اور اس کے لیے مشکلات بڑھاتا جا رہا ہے۔ زمین پر موجود یہ قدرتی وسائل زمین کا حسن بھی ہیں، زمین کو حسین بناتے ہیں۔ اس طرح انسان زمین کے حسن کو بھی تباہ کر رہا ہے۔ آج اگر دیکھا جائے تو ان قدرتی وسائل کی حفاظت کرنا اور ان کا صحیح طرح سے ٹھیک ٹھیک استعمال کرنا ایک مشکل ترین کام اور مبارزہ بن چکا ہے۔ ان کی حفاظت اور درست استعمال کی خاطر انقلاب

Ālṯʿālby, ʿbdālrḥmn, ābw zyd, ālǧwāhr ālḥsān fy tfsyr ālqrān, ǧld 3, ṣ 126, byrwt, dār āḥyāʾ āltrāṯ ālʿrby1418 h-

[41] -Raj,Gurdeep, Dictionary of Environment, P-47, New Delhi, Anmol Publication Pvt. Ltd 1992.

[42]۔ القرآن 51: 56۔

Ālqrān 51: 56-

کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ان کے دانشمندانہ اور منصفانہ استعمال، ان کی افادیت، حیات کے لیے ان کی اہمیت اور ان کی بقا کے بارے میں عوام میں شعور پیدا کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ عوام میں جب یہ شعور پیدا ہو گا تو ان قدرتی وسائل کا دانشمندانہ اور منصفانہ استعمال ہو گا اور ان کی حفاظت بھی ہو جائے گی۔

انسان کو عطا کردہ خلافت:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دھرتی پر اپنا نائب یعنی خلیفہ بنا کر بھیجا ہے۔ ارشاد ہے:

" اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ" [43]

ترجمہ: "میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔"

اس زمین پر موجود باقی مخلوقات اور اس زمین کی سطح پر اور اس زمین کے اندر کے سارے قدرتی وسائل اور خزانوں کو انسان ہی کے تابع کر دیا۔ انسان کو جب اللہ تعالیٰ جو اس پوری کائنات کا خالق و مالک ہے کا خلیفہ بننے کا شرف حاصل ہوا ہے تو اس کی ذمہ داری بھی اتنی ہی بڑی ہے جتنا اس کا درجہ بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس دھرتی پر موجود سارے قدرتی وسائل کی حفاظت اور اس مالک کی منشا کے مطابق ان کا استعمال کرنا اس عطا کردہ خلافت کا تقاضا ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے نہ کہ اپنی منشا اور مرضی کا۔ انسان کو خلافت کے ساتھ جو اختیارات دیے گئے ہیں وہ ذاتی نہیں ہیں بلکہ عطا کردہ ہیں، اگر انسان اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشا کے بجائے اپنی من مانی کرنے لگے، اللہ تعالیٰ کو اپنا مالک سمجھنے کی بجائے کسی اور کو یا اپنی خواہشات کی ہی اطاعت کرنے لگے اور اپنی خواہشات کی تکمیل کی کوشش کرنے لگے تو یہ فرمانبرداری نہیں بلکہ نافرمانی اور بغاوت شمار ہو گی۔[44]
آج کے دور میں انسان بڑی بے دردی اور لاپرواہی سے ان قدرتی وسائل کا استحصال کر رہا ہے تو اس حساب سے یہ اللہ تعالیٰ سے بغاوت والا عمل ہے۔

ماحولیات اور اس کا نظام:

اس دھرتی پر موجود جیوت کے افراد اپنے وجود کو باقی رکھنے اور اپنی نسل کو بڑھانے کے لیے ایک دوسرے پر منحصر ہوتی ہے۔ یہ ساری حیات ایک دوسرے کے ساتھ ایک پنچایت کی صورت میں رہتی ہے۔ اس لیے وہ ایک دوسرے کے محتاج ہوتی ہے۔ ان کے آپسی معاملے، لین دین اور میل جول کو اصطلاحی زبان میں ماحولیاتی نظام کہا جاتا ہے۔ انگریزی زبان میں یہ ایکو سسٹم (Ecosystem) کہا کہلاتا ہے۔
ایکو سسٹم (ماحولیاتی نظام) سے مراد ایک دوسرے پر منحصر حیاتیات کی ایسی کمیونٹی ہے جو اپنے ماحول میں ایک ساتھ رہتے ہیں اور ان کا آپس میں تعلق ہوتا ہے، جس میں حیاتیاتی (زندہ) اور ابیوٹک (غیر جاندار) دونوں اشیاء شامل ہوتی ہیں۔ تعلقات کے اس پیچیدہ نیٹ ورک میں جیوت اور اس کے ماحول کے بیچ باہمی تعاملات شامل ہیں، جو مجموعی طور پر ماحولیاتی نظام کی بناوت اور عمل کو تشکیل دیتا ہے۔ ماحولیاتی نظام کی مثالوں میں تالاب کا ماحولیاتی نظام اور بلوط کی لکڑی کا ماحولیاتی نظام شامل ہے۔[45]
اس حساب سے اس دھرتی پر موجود یہ سارے قدرتی وسائل (جانور، پرندے، نباتات، حیوانات، مٹی، پانی، آگ، معدنیات، ہوا، شجر و حجر اور انسان خود بھی اس ایکو سسٹم کا حصہ ہے۔ سب کے سب اس سسٹم کے افراد ہیں۔ ایک انگریزی مصنف اس کے بارے میں لکھتا ہے کہ:

---

[43]۔ القرآن 2: 30۔
Ālqrān 2: 30-

[44]۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ، تفہیم القران، جلد اول، ص 62، لاہور، ادارہ ترجمان القران 2013ء ۔
Mwdwdy, syd ābw ālā'ly ,tfhym ālqrān, ğld āwl, ṣ 62, lāhwr, ādārh trğmān ālqrān 2013'

[45] -Raj, Gurdeep, Dictionary of Environment, P-67.

"ماحول صرف کسی اکیلے انسان کا ہی نہیں ہے اور نہ ہی ان انواع کے مخصوص گروہ سے بنتا ہے جس کو وہ سب سے زیادہ پسند کرتا ہے۔ ماحول سارے جانداروں کے لیے ہے اور یہ سب ایک بڑے پیچیدہ جال کی طرح ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔"[46]

مطلب کہ اس دھرتی پر موجود ساری جیوت جس میں آبی اور خاکی مخلوقات شامل ہے، اس کے علاوہ انسان کا اپنے ماحول میں پائی جانے والی غیر متحرک (جامد) اشیاء اور بے جان چیزوں کے ساتھ بھی بہت گہرا تعلق ہوتا ہے۔ ان سب کا آپس میں ایک رشتہ جڑا ہوا ہوتا ہے۔ یہ بے جان اور جامد اشیاء بھی ایکو سسٹم کے افراد ہوتی ہیں۔ اس سسٹم کی تعلیم اور تحقیق کے لیے ایک علم بنام ایکولوجی (Ecology) کہلاتا ہے۔ تھوڑا اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

ایکولوجی، جسے Bio Ecology ، Bio Nomics، یا ماحولیاتی حیاتیات (Environmental Biology) بھی کہا جاتا ہے، یہ ایک ایسا شعبہ ہے جس میں حیاتیات اور ان کے ماحول کے مابین پیچیدہ تعلقات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا علم ہے جس کے ذریعے ان تعلقات اور حرکات کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے جو اس زمین پر زندگی کی تقسیم کرتے ہیں اور کثرت اور تنوع کو تشکیل دیتے ہیں۔ ایکولوجی ایک ایسا مربوط میدان ہے جو حیاتیاتی تنظیم کی انفرادی حیات سے لے کر ماحولیاتی نظام اور مناظر تک کی مختلف سطحوں پر مشتمل ہے۔ اس کے تحت ماحول کی زندہ اور غیر جاندار اشیاء کے مابین باہمی تعلقات کی تحقیقات کی جاتی ہے۔ ایکولوجی کئی اقسام پر مبنی شعبوں پر مشتمل ہے۔ اس کے ذیلی شعبے یہ ہیں:

1۔ Autecology

اس شعبے کے تحت انفرادی جانداروں کے ماحول کے ساتھ تعامل کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

2۔ Synecology

اس شعبے کے ذریعے جیوت کی کمیونٹیز اور ماحول کے ساتھ اس کے تعلق کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

3۔ Ecosystem Ecology

ایکولوجی کے اس شعبے میں ماحولیاتی نظام میں توانائی اور غذا کے اجزاء کے بہاؤ کا مطالعہ ہوتا ہے۔

4۔ Landscape Ecology

یہ شعبہ زمین کی تزئین وحسن کے پیمانے پر مقامی نمونوں اور عمل کے مطالعے کے متعلق ہے۔

5۔ Conservation Ecology

اس شعبے کے اندر قدرتی وسائل کے تحفظ اور انتظام کے لیے ماحولیاتی اصولوں کا اطلاق ہوتا ہے۔

ایکولوجی کی اہمیت:

ایکولوجی ماحولیاتی مطالعہ ہے۔ اس کے ذریعے مختلف ماحولیاتی چیلنجوں کو سمجھا اور ان سے نمٹا جاتا ہے۔ جیسے موسمیات میں ہونے والی تبدیلی، مختلف حیاتیاتی اقسام کی کمی اور ماحولیاتی نظام کی تنزلی۔ اس کے ذریعے حیاتیات اور ان کے ماحول کے مابین پیچیدہ تعلقات کو سمجھتے ہوئے ماحولیات کے لئے پائیدار وسائل کے انتظامات، تحفظ اور ماحولیاتی پالیسی سازی کے لیے حکمت عملیاں بنائی جاسکتی ہیں۔[47] یہ جانداروں اور ان کے ماحول کے درمیان تعلق کا مطالعہ ہے۔[48]

---

46 -David L. Bender and Bruno Leone, Animal Rights, P-164, Green Heaven Press, Inc, USA, 1989.
47 -The New Encyclopedia Britannica, V.4, P-354.
48 -Raj, Gurdeep, Dictionary of Environment, P-67.

یعنی اس دھرتی پر موجود ہر ذی روح جس کا تعلق کسی بھی کنبے سے ہو ان کے آپسی تعلق اور رشتے، وہ تعلق ان کا اپنے کنبے کے افراد یا دوسرے کنبوں کے افراد کے ساتھ ہو وہ بھی ایکولوجی کے زمرے میں آتا ہے اور ان سارے افراد کا مع اپنے کنبوں کے ماحول سے جو تعلق اور رشتہ ہوتا ہے۔ اس کا مطالعہ بھی ایکولوجی کے تحت ہوتا ہے۔

مذکورہ تعریفات کا حاصل مقصد یہ ہے کہ جانداروں کا اپنے ماحول اور ارد گرد میں پائی جانے والی جاندار او بے جان اشیاء کے رشتے اور تعلق کے مطالعے کو ایکولوجی کہا جاتا ہے۔

آلودگی:

آج کل انسان اپنی جدید ایجادات اور آسائش میں اتنا محو ہو گیا ہے کہ اپنے ماحول کو ہی آلودہ بنا کر یعنی اپنی اور دوسری مخلوقات کی بقاو حیات کو خطرے میں ڈال رہا ہے۔ ماحول کو آلودہ کرنے کی کئی وجوہات ہیں۔ ان میں مختلف فیکٹریاں، مختلف قسم کی مشینیں، مختلف گاڑیاں، مختلف ایندھنوں کا استعمال، درختوں اور جنگلات کی کٹائی، جدید کیمیائی اسلحہ کا استعمال اور مختلف کیمیکلز اور دواؤں کا استعمال شامل ہے، جو ہمارے ماحول اور ایکو سسٹم کو خراب کر رہے ہیں۔ خشکی کا ماحول بھی متاثر کیا جارہا ہے تو آبی ماحول بھی برباد ہوتا جارہا ہے۔ اس ماحولیاتی آلودگی کو کم کرنے یا اس سے بچنے کے اپاؤ ترقی یافتہ قومیں تو بآسانی کر لیتی ہیں مگر اس الودگی کا سارا ملبہ غریب اور پست قوموں کے سر ڈالا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے لوگ مختلف بیماریوں میں جکڑ لیے جاتے ہیں۔ گندگی پھیل جاتی ہے۔ ایسے ماحول میں سانس لینے کے لیے خالص ہوا تک میسر نہیں ہوتی۔ حسین نصر اس بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

"بلاشبہ ماحولیاتی بحران نہ صرف مغربی ہے بلکہ یہ عالمی ہے اور اگرچہ زیادہ تر مسلمان ماحولیات کے حوالے سے اپنے رویے میں خود کو خطرے میں ڈال رہے ہیں، جبکہ انتہائی صنعتی ممالک پوری دنیا کی ماحولیات کے لیے خطرہ ہیں۔ عالم اسلام کے لیے اس مسئلے کا سامنا کرنا انتہائی ضروری ہے۔"[49]

ماحولیاتی آلودگی انسانی زندگی اور صحت پر برا اثر کرتی ہے۔ اس کے ساتھ جانوروں، پرندوں اور دوسری جیوت کے لیے بھی خطرناک ہوتی ہے۔ ماحولیاتی آلودگی کی کئی اقسام ہیں۔ ان میں فضائی آلودگی یعنی زہریلے دھوئیں اور گرد و غبار فضا کو خراب کرتے ہیں، سموگ یعنی دھواں اور دھند مل کر فضا کی آلودگی کے ساتھ مل کر سموگ کو پیدا کرتے ہیں، زمینی آلودگی یعنی زمین کی سطح پر یا زمین میں گاڑھے جانے والے کچرے جس میں مختلف کیمیکلز، پلاسٹک اور دوسری غیر محلول چیزیں شامل ہیں، فیکٹریوں سے نکلنے والے زہریلے مواد جس کو یونہی پھینک دیا جاتا ہے، اس طرح بیکار اور استعمال شدہ کپڑے اور ہسپتال کا فضلہ وغیرہ زمینی آلودگی کا سبب بن رہے ہیں۔ آبی آلودگی جس میں مختلف فیکٹریوں، ہسپتالوں اور کیمیکل بنانے والے اداروں کے فضلات اور زہریلا پانی تالابوں، جھیلوں، دریاؤں یا سمندروں میں پھینک دیا جاتا ہے شامل ہے۔ یہ ساری اقسام ماحولیاتی آلودگی کے اسباب ہیں۔ اس آلودگی کی وجہ سے خود کی اور پانی کی ساری جیوت خطرے سے دوچار ہوتی جارہی ہے۔

اس ساری آلودگی کا اہم ذریعہ خود انسان ہی بن رہا ہے، جو اپنی اور دوسری حیات کو خطرے میں ڈالنے کا سبب بن رہا ہے۔ آلودگی کے پھیلانے میں ترقی یافتہ ممالک پیش پیش رہتے ہیں۔ خاص کر یورپ اس میں سب سے آگے ہے۔ ترقی یافتہ ممالک اپنا سارا کچرہ غریب اور غیر ترقی یافتہ ممالک میں پھینکتے ہیں۔ غریب ممالک اور اس کا عوام بھی خود آلودگی کو بڑھانے میں پیش پیش ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق آلودگی کے لحاظ سے دنیا میں سب سے چین پہلے نمبر پر، انڈیا دوسرے نمبر پر اور ہمارا پاکستان تیسرے نمبر پر ہے۔[50]

---

[49] -Hussain Nasr, Sayyed, Islam and the environment, P-31, institute of Objective Studies, New Delhi 1997.

[50]- روزنامہ جنگ، لاہور، 21 مئی 2017ء -

Rwznāmh ğng, lāhwr, 21 myy2017 ' -

آلودگی کے اسباب:

آج جدت اور سائنسی ترقی کی دوڑ میں انسان ایک دوسرے سے آگے نکلنے کے چکر میں ہے۔ اپنی حفاظت اور دشمنوں کو ڈرانے کے لیے ایسے ایسے گھاتک ہتھیار بنالیے ہیں جو بڑے بڑے علاقوں کو تباہ وبرباد کرسکتے ہیں اور فضا کو ایسا زہریلا بنا سکتے ہیں کہ وہ فضا زندگی کے بجائے موت کے قریب کردے گی۔ اس ساری خرابی کا اصل سبب اج کل کی سائنس اور جدید ایجادات کا غلط استعمال کرنا ہے۔ جیسے آج کل ہر ایک چیز مختلف کیمیکل استعمال کرکے مصنوعی طور پر تیار کی جاتی ہے۔ ہر ایک چیز کو وقت سے پہلے تیار کرنا، اس کی تعداد اور وزن کو بڑھانے کے لئے کیمیکلز کو استعمال کرکے تجربات کیے جاتے ہیں۔ آج کا انسان سبزی بھی ہائبرڈ کا استعمال کرتا ہے اور اگاتا بھی ہے، پھل بھی ہائبرڈ، سبزی بھی ہائبرڈ، مرغی، انڈے بھی ہائبرڈ استعمال کرتا ہے، کچھ پرندے اور جانور بھی ہائبرڈ، مچھلی بھی ہائبرڈ اور تو اور ان ساری غذاؤں کو حاصل کرنے کے لیے کیمیکلز سے تیار شدہ کھاد اور کیمیکلز سے ہی تیار شدہ ادویات کا استعمال کرکے قبل از وقت تیار کرلیتا ہے۔ ایسی تیار شدہ غذا جسم کو موٹا اور سست بناتی ہے۔ ایسی غذا سے پرورش پانے والا جسم طاقت سے خالی اور مختلف بیماریوں کا مرکز بن جاتا ہے۔ ایسی غذا کے استعمال سے امراض اور زیادہ پیچیدہ ہوجاتے ہیں۔

آلودگی کی وجہ سے شہر، گلیاں اور پورا ماحول گندا ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صفائی اور نظافت کو پسند فرماتا ہے اور انسانوں کو صفائی کرنے کا حکم دیتا ہے۔

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

" عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ۔"[51]

ترجمہ:"حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پاکیزگی نصف ایمان ہے۔"

صفائی کی وجہ سے انسان خود بھی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتا ہے اور اپنے ایکو سسٹم کو بھی صحت مند رکھ سکتا ہے۔

قدرتی وسائل کی منصفانہ تقسیم:

چونکہ قدرتی وسائل اللہ تعالیٰ کی طرف سے سارے انسانوں کے لیے ایک نعمت کے طور پر عطا کیے گئے ہیں۔ ان پر کسی ایک شخص کا ذاتی قبضہ یا کسی کی شخصی ملکیت نہیں ہوسکتی۔ یہ سب کے لیے یکساں طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدیہ ہے۔ اسلام ان کی منصفانہ تقسیم کرتا ہے اور کسی شخص کو یہ اختیار نہیں دیتا کہ وہ اپنی طاقت کے بلبوتے پر دوسری جیوت کو ان قدرتی وسائل سے روکے۔ یہ سارے اجتماعی وراثت میں شمار ہوتے ہیں۔ جیسے قدرتی وسائل میں پانی کا وسیلہ ہے۔ اس وسیلے کو اجتماعی طور پر پینے اور باغات و کھیتوں کو پانی دینے کا معمول ہوتا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں آبی وسائل محدود تھے، مختلف کنوؤں سے پانی حاصل کیا جاتا تھا، وہ کنویں کچھ اجتماعی طور پر استعمال ہوتے تھے اور کچھ پر کسی کا شخصی قبضہ تھا جن کنوؤں کا پانی پینے کی غرض سے استعمال کیا جاتا تھا وہ آبادیوں کے اندر موجود ہوتے تھے اور عوام ان سے پانی کو حاصل کرتا تھا۔ مگر ایسے کنوؤں میں پانی تھوڑا سا ہوتا تھا۔ ایسے کنویں جن سے زمینوں کو سیراب کیا جاتا تھا وہ آبادیوں سے باہر زرعی زمینوں کے درمیان واقع ہوتے تھے۔ ایسے کنوؤں کے گرد باڑ بنادی جاتی تھی یا ان پر پہرہ مقرر ہوتا تھا۔ اس لیے ان کنوؤں کا پانی بلا اجازت کوئی خاص یا عام استعمال نہیں کرسکتا تھا۔ آبادی والے کنوؤں کی صورتحال یہ تھی کہ ان میں سے کچھ کنوش کا پانی عوام کو مفت میں ملتا تھا اور کچھ کا پانی قیمتاً لینا پڑتا تھا۔ جیسے بئر رومہ کے بارے میں آتا ہے کہ اس کا پانی ایک مشک کی قیمت ایک مد گندم یا ایک مد کھجور ہوتی تھی۔[52] پانی کی قلت تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

---

[51]۔ مسلم، ابو الحسین بن الحجاج بن مسلم بن ورد قشیری نیشاپوری، صحیح مسلم، جلد 1، کتاب: پاکی کا بیان، باب: وضو کی فضیلت، حدیث نمبر 534۔

Mslm, ābw ālḥsyn bn ālḥǧāǧ bn mslm bn wrd qšyry nyšāpwry, ṣḥyḥ mslm, ǧld 1,ktāb: pākykā byān, bāb: wḍwky fḍylt, ḥdyṯ nmbr 534-

[52]۔ الطبرانی، ابوالقاسم سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، باب الباء، حدیث نمبر 1226، قاہرہ، مکتبہ ابن تیمیہ 1994ء ۔

جب یہ بات معلوم ہوئی کہ اشراج حرہ سے نیچے بہنے والے پانی کی تقسیم پر کچھ صحابہ کو اختلاف ہو رہا ہے تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ جو زرعی زمینیں ہیں ان میں ٹخنوں تک جتنا پانی دیا جائے اور جو کھجور کے باغات ہیں ان میں ایڑی تک پانی کو بہنے دیا جائے۔ جب اتنا پانی آ جائے تو پھر بعد میں اسے آگے والی زمینوں کی طرف بہادیا جائے۔

" عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا النَّخْلَ ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ : سَرِّحْ الْمَاءَ يَمُرُّ ، فَأَبَى عَلَيْهِ ، فَاخْتَصَمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ : أَسْقِ يَا زُبَيْرُ ، ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ ، فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ ، فَقَالَ : أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ ، فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، ثُمَّ قَالَ : اسْقِ يَا زُبَيْرُ ، ثُمَّ احْبِسْ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ ، فَقَالَ الزُّبَيْرُ : وَاللَّهِ إِنِّي لَأَحْسِبُ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي ذَلِكَ فَلا وَرَبِّكَ لا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ سورة النساء آية 65۔"[53]

ترجمہ: "ایک انصاری مرد نے زبیر رضی اللہ عنہ سے حرہ کے نالے میں جس کا پانی مدینہ کے لوگ کھجور کے درختوں کو دیا کرتے تھے، اپنے جھگڑے کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ انصاری زبیر سے کہنے لگا پانی کو آگے جانے دو، لیکن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس سے انکار تھا۔ اور یہی جھگڑا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش تھا۔ آنحضرت ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ (پہلے اپنا باغ) سینچ لے پھر اپنے پڑوسی بھائی کے لیے جلدی جانے دے۔ اس پر انصاری رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور انہوں نے کہا، ہاں زبیر آپ کی پھوپھی کے لڑکے ہیں نا۔ بس رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ آپ نے فرمایا اے زبیر! تم سیراب کر لو، پھر پانی کو اتنی دیر تک روکے رکھو کہ وہ منڈیروں تک چڑھ جائے۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ کی قسم! میرا تو خیال ہے کہ یہ آیت اسی باب میں نازل ہوئی ہے "ہرگز نہیں، تیرے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے جھگڑوں میں تجھ کو حاکم نہ تسلیم کر لیں" آخر تک۔"

" عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ فِي شِرَاجٍ مِنَ الْحَرَّةِ يَسْقِي بِهَا النَّخْلَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اسْقِ يَا زُبَيْرُ ، فَأَمَرَهُ بِالْمَعْرُوفِ ، ثُمَّ أَرْسِلْ إِلَى جَارِكَ ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ : أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ ، فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، ثُمَّ قَالَ : اسْقِ ، ثُمَّ احْبِسْ يَرْجِعَ الْمَاءُ إِلَى الْجَدْرِ وَاسْتَوْعَى لَهُ حَقَّهُ ، فَقَالَ الزُّبَيْرُ : وَاللَّهِ إِنَّ هَذِهِ الْآيَةَ أُنْزِلَتْ فِي ذَلِكَ فَلا وَرَبِّكَ لا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ سورة النساء آية 65. قَالَ لِي ابْنُ شِهَابٍ : فَقَدَّرَتْ الْأَنْصَارُ وَالنَّاسُ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اسْقِ ، ثُمَّ احْبِسْ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ ، وَكَانَ ذَلِكَ إِلَى الْكَعْبَيْنِ۔" [54]

ترجمہ : "ایک انصاری مرد نے زبیر رضی اللہ عنہ سے حرہ کی ندی کے بارے میں جس سے کھجوروں کے باغ سیراب ہوا کرتے تھے، جھگڑا کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، زبیر! تم سیراب کر لو۔ پھر اپنے پڑوسی بھائی کے لیے جلد پانی چھوڑ دینا۔ اس پر انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ جی ہاں! آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں ناں! رسول اللہ ﷺ کا رنگ بدل گیا۔ آپ نے فرمایا، اے زبیر! تم سیراب کرو، یہاں تک کہ پانی کھیت کی مینڈوں

Ālṭbrāny, ābwālqāsm slymān bn āḥmd, ālmʿǧm ālkbyr, bāb ālbāʾ, ḥdyṯ nmbr 1226, qāhrh, mktbh ābn tymyh 1994ʾ

[53]- بخاری، امام، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، جلد 3، کتاب: مساقات کے بیان میں، باب: نہر کا پانی روکنا، حدیث نمبر 2359۔

Bẖāry, āmām, mḥmd bn āsmāʿyl, ṣḥyḥ bẖāry, ǧld 3,ktāb: msāqātky byān myn ,bāb: nhrkā pāny rwknā, ḥdyṯ nmbr 2359-

[54]- بخاری، امام، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، جلد 3، کتاب: مساقات کے بیان میں، باب: بلند کھیت والا ٹکھنوں تک پانی بھر لے، حدیث نمبر 2362۔

Bẖāry, āmām, mḥmd bn āsmāʿyl, ṣḥyḥ bẖāry, ǧld 3,ktāb: msāqātky byān myn ,bāb: blndkhyt wālā tkhnwn tk pāny bhr ly, ḥdyṯ nmbr 2362-

تک پہنچ جائے۔ اس طرح آپ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو ان کا پورا حق دلوا دیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ قسم اللہ کی یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی تھی "ہر گز نہیں، تیرے رب کی قسم! اس وقت تک یہ ایمان والے نہیں ہوں گے۔ جب تک اپنے جملہ اختلافات میں آپ کو حکم نہ تسلیم کریں۔" ابن شہاب نے کہا کہ انصار اور تمام لوگوں نے اس کے بعد نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کی بنا پر کہ "سیر اب کرو اور پھر اس وقت تک رک جاؤ، جب تک پانی منڈیروں تک نہ پہنچ جائے۔" ایک اندازہ لگا لیا، یعنی پانی ٹخنوں تک بھر جائے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نافذ کیا گیا یہ حکم ہر کسی کے لیے عام تھا اور کسی کو بھی اس میں کوئی خصوصیت حاصل نہ تھی۔ یعنی ہر کوئی حسب ضرورت اس وسیلے سے استفادہ کر سکتا تھا۔ اسلام میں ضرورت سے زائد پانی کو روکے رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔

" عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعْ أَحَدُكُمْ فَضْلَ مَاءٍ لِيَمْنَعَ بِهِ الْكَلَأَ۔" [55]

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کو زائد پانی سے منع نہیں کرنا چاہیے تاکہ اس کے ذریعے سے گھاس روک لے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں حرانیہ کے مقام پر موجود کنویں میں بارش کے موسم میں بارش کے پانی کو چھوڑ دیا جاتا تھا۔ یہ اس لیے کیا جاتا تھا تاکہ بارش کا پانی اس کنویں کے راستے صاف ہو کر زمین میں جذب ہو جائے اور زمین کے اندر پانی کی سطح میں بھی اضافہ ہو اور پانی کا ذخیرہ زیر زمین جمع ہوتا رہے۔ قدرتی وسائل کا بے جا اور غیر دانشمندانہ استعمال اسلام کی رو سے منع ہے۔ پانی چاہے کتنی ہی وافر مقدار میں کیوں نہ موجود ہو، چاہے ایک مسلمان کسی نہر یا دریا کے کنارے کھڑا ہو تو بھی پانی کے استعمال میں اسراف کرنے سے روکا گیا ہے۔

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدٍ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ مَا هَذَا السَّرَفُ فَقَالَ أَفِي الْوُضُوءِ إِسْرَافٌ قَالَ نَعَمْ وَإِنْ كُنْتَ عَلَى نَهَرٍ جَارٍ۔" [56]

ترجمہ: "حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ وضو کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ پاس سے گزرے تو فرمایا: "یہ کیا اسراف ہے؟ انھوں نے کہا: کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ فرمایا: "ہاں، اگرچہ تم بہتے دریا پر (اس کے کنارے بیٹھے) ہو۔"

" عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنْ الْوُضُوءِ فَأَرَاهُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ هَذَا الْوُضُوءُ فَمَنْ زَادَ عَلَى هَذَا فَقَدْ أَسَاءَ وَ تَعَدَّى أَوْ ظَلَمَ۔" [57]

---

[55]- ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید قزوینی، سنن ابن ماجہ، جلد 3، کتاب: رہن کے احکام و مسائل، باب: ضرورت سے زائد پانی سے روکنا تاکہ وہاں کی گھاس بھی روک لے منع ہے، حدیث نمبر 2478۔

Ābn māğh, ābw ʿbdāllh mḥmd bn yzyd qzwyny, snn ābn māğh, ğld 3,ktāb: rhnky āḥkām w msāyl, bāb: ḍrwrt sy zāyd pāny sy rwknā tākh whānky ghās bhy rwk ly mnʿ hy, ḥdyt̲ nmbr 2478-

[56]- ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید قزوینی، سنن ابن ماجہ، جلد 1، کتاب: طہارت اور مسائلت اور اس کے احکام و مسائل، باب: وضو میں میانہ روی کی فضیلت اور حد سے تجاوز کرنے کی کراہت کا بیان، حدیث نمبر 425۔

Ābn māğh, ābw ʿbdāllh mḥmd bn yzyd qzwyny, snn ābn māğh, ğld 1,ktāb: ṭhārt āwr msāylt āwr āsky āḥkām w msāyl, bāb: wḍw myn myānh rwyky fḍylt āwr ḥd sy tğāwzkrnykykrāhtkā byān, ḥdyt̲ nmbr 425-

[57]- ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید قزوینی، سنن ابن ماجہ، جلد 1، کتاب: طہارت اور مسائلت اور اس کے احکام و مسائل، باب: وضو میں میانہ روی کی فضیلت اور حد سے تجاوز کرنے کی کراہت کا بیان، حدیث نمبر 422۔

Ābn māğh, ābw ʿbdāllh mḥmd bn yzyd qzwyny, snn ābn māğh, ğld 1,ktāb: ṭhārt āwr msāylt āwr āsky āḥkām w msāyl, bāb: wḍw myn myānh rwyky fḍylt āwr ḥd sy tğāwzkrnykykrāhtkā byān, ḥdyt̲ nmbr 422-

ترجمہ:"حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے وضو کے بارے میں سوال کیا۔ آپ ﷺ نے اسے تین تین بار (اعضاء دھو کر) وضو کر کے دکھایا، پھر فرمایا: "وضو یہ ہوتا ہے، جس نے اس پر اضافہ کیا، اس نے برا کیا، حد سے تجاوز کیا اور ظلم کیا۔"

دیکھیں کس طرح نبوی تعلیمات کے ذریعے پانی کے تھوڑے سے بھی اضافی بے جا استعمال سے مسلمانوں کو روکا گیا ہے۔ پانی کے استعمال میں تھوڑے سے بھی اسراف کرنے کو ظلم کہا گیا ہے۔

" أَنَسًا، يَقُولُ : كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ أَوْ كَانَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ إِلَى خَمْسَةِ أَمْدَادٍ وَيَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ۔"[58]

ترجمہ:"رسول کریم ﷺ جب دھوتے یا (یہ کہا کہ) جب نہاتے تو ایک صاع سے لے کر پانچ مد تک (پانی استعمال فرماتے تھے) اور جب وضو فرماتے تو ایک مد (پانی) سے۔"

دیکھیں امام امام الانبیاء وضو کرنے اور غسل کرنے کے لیے بھی پانی کو حسب ضرورت اور دانشمندانہ استعمال فرماتے تھے۔ قدرتی وسائل کو معاشی ضرورت کے لیے استعمال کرنا اسلام میں ممدوح عمل ہے، تاکہ ان وسائل کو استعمال کر کے پیداوار حاصل کی جائے، جس کی وجہ سے انسانوں اور دوسری جیوت کی غذائی ضرورت کو پورا کیا جاسکے۔ اس کی ترغیب دینے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" قال عمر: من أحيا أرضا ميتة فهي له۔" [59]

ترجمہ:"حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کوئی بنجر زمین کو آباد کرے، وہ اسی کی ہو جاتی ہے۔"

" عَنْ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا حِمَى إِلَّا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَبَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمَى النَّقِيعَ۔"[60]

ترجمہ:"حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی چراگاہ نہیں، مگر اللہ اور اس کے رسول کے لیے۔" ابن شہاب رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے موضع نقیع کو بطور چراگاہ محفوظ فرمایا ہوا تھا۔"

یعنی یہ نباتات کا قدرتی وسیلہ جس میں جانوروں کے لیے چراگاہ ہو اس کی کوئی حد بندی نہ کرے تاکہ ہر کسی کا جانور اس سے استفادہ کرے۔ یعنی اجتماعی طور پر اس وسیلے سے فائدہ حاصل کیا جائے۔ اسلام کسی فرد یا جماعت کو یہ اختیار نہیں دیتا کہ ان قدرتی اجتماعی وسائل پر اپنا ذاتی اختیار حاصل کرے یا قبضہ کرلے اور دوسروں کو اس سے استفادہ کرنے سے روکے۔

---

[58]۔ بخاری، امام، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، جلد 1، کتاب: وضو کے بیان میں، باب: مد سے وضو کرنے کے بیان میں، حدیث نمبر 201۔

Bẖāry, āmām, mḥmd bn āsmāʿyl, ṣḥyḥ bẖāry, ğld 1,ktāb: wḍwky byān myn ,bāb: md sy wḍwkrnyky byān myn , ḥdyṯ nmbr 201-

[59]۔ بخاری، امام، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، جلد 3، کتاب: کھیتی باڑی اور بٹائی کے بیان میں، باب: اس شخص کا بیان جس نے بنجر زمین کو آباد کیا، حدیث نمبر 2335۔

Bẖāry, āmām, mḥmd bn āsmāʿyl, ṣḥyḥ bẖāry, ğld 3,ktāb:khyty bāṛy āwr btāyyky byān myn ,bāb: ās šẖṣkā byān ğs ny bnğr zmynkw ābādkyā, ḥdyṯ nmbr 2335-

[60]۔ ابوداؤد، امام، سلیمان بن اشعث السجستانی، سنن ابی داؤد، جلد 3، کتاب: محصورات اراضی اور امارت سے متعلق احکام و مسائل، باب: امام یا کوئی اور شخص زمین (چراگاہ یا پانی) اپنے لئے گھیر لے تو کیسا ہے؟، حدیث نمبر 3083۔

Ābwdāwd, āmām, slymān bn āšʿṯ ālsğstāny, snn āby dāwd, ğld 3,ktāb: mḥṣwrāt arāḍy āwr āmārt sy mtʿlq āḥkām w msāyl, bāb: āmām yākwyy āwr šẖṣ zmyn (črāgāh yā pāny) āpny lyy ghyr ly twkysā hy? ,ḥdyṯ nmbr 3083-

خلاصہ:

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کرنے سے ہم کو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدرتی وسائل کے دانشمندانہ استعمال اور منصفانہ تقسیم اور ترقی کے لیے ہمہ جہت انتظامات فرمائے ہیں۔ نبوی بصیرت کے فیصلوں کی وجہ سے وسائل کی قلت کا مسئلہ کافی حد تک ختم ہو چکا تھا اور مسائل ترقی کر چکے تھے اور جو مسائل پیدا ہو رہے تھے وہ حل ہو چکے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبوی تعلیمات کی اقتدا میں قدرتی وسائل کا استعمال منصفانہ بنیادوں پر کیا اور ترقی حاصل کی۔ جب تک اسلامی تعلیمات پر عمل ہوتا رہا تب تک ان قدرتی وسائل میں قلت کا کوئی مسئلہ پیش نہیں آیا بلکہ ان میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ آج ان قدرتی وسائل کا بے جا استعمال اور ان کو تباہ کرنے کا کام بڑی تیزی سے ہو رہا ہے۔ ان وسائل کے خاتمے یا قلت کا خدشہ پیدا ہو رہا ہے۔ پوری دنیا کے موسم پر اس کا اثر ہونے لگا ہے اور ان کی بقا خطرے میں پڑ چکی ہے۔

ماحولیاتی الودگی گلوبل وارمنگ اور ان وسائل کا غیر منصفانہ استعمال آئندہ نسلوں کے لیے خطرات میں اضافہ کرتا ہی جا رہا ہے۔ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلامی تعلیمات ان کی حفاظت اور منصفانہ استعمال کا درس دیتے ہیں۔ ان پر عمل کر کے ہم ان قدرتی وسائل کی حفاظت بھی کر سکتے ہیں اور آنے والے خطرات سے حیات کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ آج کل کے حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ اسلامی تعلیمات کو عام کر کے ان پر عمل کروایا جائے تاکہ قدرتی وسائل کو جیوت کے لیے فائدہ مند بنایا جائے۔

نتائج:

1۔ قدرتی وسائل اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں اور دوسری ذی روح اشیاء کے لیے نعمتیں ہیں۔ ان قدرتی وسائل کا حیات کی بقا اور آسائش میں اساسی اور بہت اہم کردار ہے۔

2۔ اللہ تعالیٰ نے اس دھرتی پر انسان کو حاکم بنایا ہے اور باقی ساری مخلوقات سے جن میں قدرتی ذرائع و وسائل شامل ہیں کو انسانوں کی منفعت اور خدمت کے لیے ہی پیدا کیا ہے۔

3۔ ماحولیاتی آلودگی اور ایکو سسٹم کے بگاڑ کا اصل ذمے دار خود انسان ہے۔

4۔ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کو قدرتی وسائل کے تحفظ، منصفانہ استعمال اور دانشمندانہ اقدامات کی تعلیم بھی ملتی ہے اور نبوی عملی ثبوت بھی ملتا ہے اور اس سلسلے میں مسلمانوں کے لیے احکامات و ترغیب بھی ملتی ہے۔

5۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق عمل کر کے اور ان قدرتی وسائل کا منصفانہ اور دانشمندانہ استعمال کر کے موجودہ دور میں درپیش ان مسائل اور قدرتی وسائل کی قلت کا حل نکال سکتے ہیں۔

6۔ ماحولیاتی آلودگی کو کم کرنے اور ایکو سسٹم کو ٹھیک رکھنے کے لیے باقی قدرتی وسائل کا دانشمندانہ استعمال اور ان کی حفاظت کرنا بہت ضروری ہے۔ ان قدرتی وسائل کی حفاظت کا ذمہ انسان کے سپرد ہے اور یہ انسان کے فرائض میں شامل ہے۔

7۔ اسلام قدرتی وسائل کے دانشمندانہ استعمال اور حفاظت کرنے کے ضابطے سکھاتا ہے۔

تجاویز:

1۔ اسلامی تعلیمات میں جو اصول اور ضابطے بیان کیے گئے ہیں ان پر عمل کیا جانا چاہیے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دینی چاہیے۔

2۔ ایسی فیکٹریاں جو ماحولیاتی آلودگی کا سبب بن رہی ہیں ان کے فضلات اور کچرے کو ٹھیک طرح سے ضائع کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ فیکٹریوں سے خارج ہونے والے دھوئیں اور کیمیکل زدہ زہریلے پانی کے اخراج کے لیے ٹھوس اقدام اٹھانے چاہئیں۔ جو فیکٹریوں سے نکلنے والا کچرہ یوں ہی کھلی جگہوں میں پھینکنے کی اجازت نہ دی جائے اور ان سے نکلنے والے گندے پانی کو تالابوں یا ندیوں میں بہانے سے روکا جائے۔ ایسا کرنے والوں کے خلاف قانونی کاروائی کی جانی چاہیے۔ ان کو اس بات کا پابند کیا جانا چاہیے کہ وہ خارج ہونے والے دھوئیں اور کچرے کا ایسا انتظام کریں جس کی وجہ سے ماحول میں آلودگی نہ پھیلے۔

3۔ اسلام نے جو قدرتی وسائل کے استعمال اور حفاظت کی تعلیم دی ہے اس کو عام کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جانی چاہیے۔ ماحول کو آلودہ ہونے سے بچانے کے لیے مختلف سیمینارز، ورکشاپس اور لیکچر پروگرامز منعقد کروا کر عوام میں جاگر تاپیدا کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔

4۔ قدرتی وسائل کے صحیح استعمال اور حفاظت کرنے، ماحولیاتی آلودگی کو کم کرنے، اسلامی تعلیمات، تجاویز اور ہدایات کی تشہیر کی جانی چاہیے۔ اس سلسلے میں الیکٹرانک میڈیا، پرنٹ میڈیا، سائن بورڈز اور پینافلیکسز کا استعمال ہونا چاہیے۔

5۔ پانی جیسی نعمت اور قدرتی وسیلے کو ذخیرہ کرنے کے لیے کار آمد منصوبے بنائے جانے چاہیں اور پانی کو حسب ضرورت استعمال کیا جائے اور باقی پانی کو ذخیرہ کرنے کے لیے ڈیم وغیرہ بنانے چاہیں۔ ملکی سطح پر بھی، صوبائی سطح پر بھی اور علاقائی سطح پر بھی پانی کو ذخیرہ کر کے محفوظ کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔

6۔ ماحولیاتی آلودگی کو ختم کرنے یا کم کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ درخت لگانے کی ترغیب دینی چاہیے اور اس کے لیے ایک پرزور مہم چلانی چاہیے۔ اس کے لیے اداروں کو فعال کیا جانا چاہیے اور قانونی سطح پر ہر ممکن معاونت بھی کی جانی چاہیے۔

7۔ پیٹرولیم اور گیس مصنوعات کا استعمال کم سے کم اور حسب ضرورت کرنے کی کوشش کی جائے۔ پیٹرولیم اور گیس کی جگہ پر شمسی توانائی یا بجلی یا اس طرح کے دوسرے ذرائع اور ان کو استعمال کرنے کی کوشش کی جائے، جن سے ماحول میں آلودگی کا خدشہ نہ ہو۔

8۔ آبی ذخائر کو دانشمندانہ طریقے سے سیلاب یا کسی ضائع ہونے کی صورت میں بچا کر پن بجلی بنانے کا منصوبہ بنایا جانا چاہیے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License